



قرآن تفسیر ابن کثیر Quran Tafsir Ibn Kathir

Urdu Translation اردو ترجمہ

Maulana Muhammad Sahib مولانا محمد صاحب جو ناگڑھی

Surah Mutaffifin

سورة الْمُطَفِّفِينَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ (۱)

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔

ناپ تول میں کمی کے نتائج

نسائی اور ابن ماجہ میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت اہل مدینہ ناپ تول کے اعتبار سے بہت برے تھے۔ جب یہ آیت اتری پھر انہوں نے ناپ تول بہت درست کر لیا

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ہلال بن طلق نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مکے مدینے والے بہت ہی عمدہ ناپ تول رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا وہ کیوں نہ رکھتے جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان **وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ** ہے۔

پس **تطفیف** سے مراد ناپ تول کی کمی ہے خواہ اس صورت میں کہ اوروں سے لیتے وقت زیادہ لے لیا اور دیتے وقت کم دیا۔

اسی لیے انہیں دھمکایا کہ یہ نقصان اٹھانے والے ہیں کہ جب اپنا حق لیں تو پورا لیں بلکہ زیادہ لے لیں اور دوسروں کو دینے بیٹھیں تو کم دیں۔

الَّذِينَ إِذَا اٰكْتٰلُوا عَلٰی النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (۲)

کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوَّزْتُوهُمْ يُخْسِرُونَ (۳)

جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں

ٹھیک یہ ہے کہ کالو اور وزنو کو متعدی مانیں اور ہم کو محلا منسوب کہیں گو بعض نے اسے ضمیر مؤکد مانا ہے۔ جو کالو اور وزنو کی پوشیدہ ضمیر کی تاکید کے لیے ہے اور مفعول مخدوف مانا ہے جس پر دلالت کلام موجود ہے دونوں طرح مطلب قریب قریب ایک ہی ہے۔

قرآن کریم نے ناپ تول درست کرنے کا حکم اس آیت میں بھی دیا ہے۔

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كَلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ الْمُسْتَقِيمِ (۱۷:۳۵)

جب ناپو تو ناپ پورا کرو اور وزن سیدھے ترازو سے تول کر دیا کرو۔

اور جگہ حکم ہے۔

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا تَكِلِفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (۶:۱۵۲)

ناپ تول انصاف کے ساتھ برابر کر دیا کرو، ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے

اور جگہ فرمایا:

وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ (۵۵:۹)

تول کو قائم رکھو اور میزان کو گھٹاؤ نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو اسی بد عادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے غارت و برباد کر دیا

أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ (۴)

کیا انہیں مرنے کے بعد اٹھنے کا خیال نہیں۔

لِيَوْمٍ عَظِيمٍ (۵)

اس عظیم دن کے لئے۔

يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (۶)

جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ ڈرا رہا ہے کہ لوگوں کے حق مارنے والے کیا قیامت کے دن سے نہیں ڈرتے جس دن یہ اس ذات پاک کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔ جس پر نہ کوئی پوشیدہ بات پوشیدہ ہے نہ ظاہر، وہ دن بھی نہایت ہولناک و خطرناک ہو گا۔ بڑی گھبراہٹ اور پریشانی والا دن ہو گا، اس دن یہ نقصان رساں لوگ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے

وہ جگہ بھی نہایت تنگ و تاریک ہوگی اور میدان آفات و بلیات سے پر ہوگا اور وہ مصائب نازل ہو رہے ہوں گے کہ دل پریشان ہوں گے
 حواس بگڑے ہوئے ہوں گے ہوش جاتا رہے گا
 صحیح حدیث میں ہے:

آدھے آدھے کانوں تک پسینہ پہنچ گیا ہوگا۔ (موطابا لک)

مسند احمد کی حدیث میں ہے

اس دن رحمان عزوجل کی عظمت کے سامنے سب کھڑے کپکپا رہے ہوں گے

اور حدیث میں ہے:

قیامت کے دن بندوں سے سورج اس قدر قریب ہو جائے گا کہ ایک یا دو نیزے کے برابر اونچا ہوگا اور سخت تیز ہوگا ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے مطابق اپنے پسینے میں غرق ہوگا بعض کی ایزدوں تک پسینہ ہوگا بعض کے گھٹنوں تک بعض کی کمر تک بعض کو تو ان کا پسینہ لگام بنا ہوگا

اور حدیث میں ہے:

دھوپ اس قدر تیز ہوگی کہ کھوپڑی بھناٹھے گی اور اس طرح اس میں جوش اٹھنے لگے گا جس طرح ہنڈیا میں ابال آتا ہے

اور روایت میں ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ پر اپنی انگلیاں رکھ کر بتایا کہ اس طرح پسینہ کی لگام چڑھی ہوئی ہوگی پھر آپ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ بعض بالکل ڈوبے ہوئے ہوں گے

اور حدیث میں ہے:

ستر سال تک بغیر بولے چالے کھڑے رہیں گے یہ بھی کہا گیا ہے کہ تین سو سال تک کھڑے رہیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چالیس ہزار سال تک کھڑے رہیں گے اور دس ہزار سال میں فیصلہ کیا جائے گا

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی

ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشیر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تو کیا کرے گا جس دن

لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے تین سو سال تک کھڑے رہیں گے نہ تو کوئی خبر آسمان سے آئیگی نہ کوئی حکم کیا جائیگا

حضرت بشیر کہنے لگے اللہ ہی مددگار ہے

آپ نے فرمایا:

سنو جب بستر پر جاؤ تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن کی تکلیفوں اور حساب کی برائی سے پناہ مانگ لیا کرو۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم قیامت کے دن کے کھڑے ہونے کی جگہ کی تنگی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔
حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ چالیس سال تک لوگ اونچا سر کیے کھڑے رہیں گے کوئی بولے گا نہیں نیک و بد کو پسینے کی لگام میں
چڑھی ہوئی ہوں گی۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں سو سال تک کھڑے رہیں گے (ابن جریر)

ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز شروع کرتے تو:

- دس مرتبہ اللہ اکبر کہتے،
- دس مرتبہ الحمد للہ کہتے،
- دس مرتبہ سبحان اللہ کہتے،
- دس مرتبہ استغفر اللہ کہتے۔

پھر کہتے

اللهم اغفر لي واهدني وارزقني وعافني
اے اللہ مجھے بخش مجھے ہدایت دے
مجھے روزیاں دے اور عافیت عنایت فرما

پھر اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن کے مقام کی تنگی سے پناہ مانگتے۔

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ (٧)

یقیناً بدکاروں کا اعمال نامہ سجین میں ہے

وَمَا أَذَرَ الْكَمَا سِجِّينٍ (٨)

تجھے کیا معلوم سجین کیا ہے۔

انتہائی المناک اور دکھ درد کی جگہ

مطلب یہ ہے کہ برے لوگوں کا ٹھکانا سِجِّين ہے

یہ لفظ فعیل کے وزن پر سجن سے ماخوذ ہے سجن کہتے ہیں لغتاً تنگی کو ضیق شریب خمیر سکیر وغیرہ کی طرح یہ لفظ بھی سجین ہے

پھر اس کی مزید برائیاں بیان کرنے کے لیے فرمایا کہ تمہیں اس کی حقیقت معلوم نہیں وہ المناک اور ہمیشہ کے دکھ درد کی جگہ ہے

مروی ہے کہ یہ جگہ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے

حضرت براء بن عازب کی ایک مطول حدیث میں یہ گزر چکا ہے کہ کافر کی روح کے بارے میں جناب باری کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کی کتاب **سجین** میں لکھ لو اور **سجین** ساتویں زمین کے نیچے ہے

کہا گیا ہے کہ یہ ساتویں زمین کے نیچے سبز رنگ کی ایک چٹان ہے اور کہا گیا ہے کہ جہنم میں ایک گڑھا ہے صحیح بات یہ ہے کہ اس کے معنی ہیں تنگ جگہ

جیل خانہ کے نیچے کی مخلوق میں تنگی ہے اور اوپر کی مخلوق میں کشادگی آسمانوں میں ہر اوپر والا آسمان نیچے والے آسمان سے کشادہ ہے اور زمینوں میں ہر نیچے کی زمین اوپر کی زمین سے تنگ ہے یہاں تک کہ بالکل نیچے کی تہہ بہت تنگ ہے اور سب سے زیادہ تنگ جگہ ساتویں زمین کا وسطی مرکز ہے

چونکہ کافروں کے لوٹنے کی جگہ جہنم ہے اور وہ سب سے نیچے ہے۔

اور جگہ ہے:

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (۹۵:۵،۶)

ہم نے اسے پھر نیچوں کا بیخ کر دیا ہاں جو ایمان والے اور نیک اعمال والے ہیں

غرض **سجین** ایک تنگ اور تہہ کی جگہ ہے جیسے قرآن کریم نے اور جگہ فرمایا ہے:

وَإِذْ أَلْقَوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا (۲۵:۱۳)

جب وہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔

كِتَابٌ مَّرْقُومٌ (۹)

(یہ تو) لکھی ہوئی کتاب ہے۔

كِتَابٌ مَّرْقُومٌ یہ **سجین** کی تفسیر نہیں بلکہ یہ اس کی تفسیر ہے جو ان کے لیے لکھا جا چکا ہے کہ آخر کار جہنم میں پہنچیں گے ان کا یہ نتیجہ لکھا جا چکا ہے اور اس سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے نہ اب اس میں کچھ زیادتی ہو نہ کمی، تو فرمایا ان کا انجام **سجین** ہونا ہماری کتاب میں پہلے سے ہی لکھا جا چکا ہے

وَيُلْجِئُكُمْ فِيهَا إِلَىٰ يَوْمِ تَنْزِيلٍ (۱۰)

اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے۔

ان جھٹلانے والوں کی اس دن خرابی ہوگی انہیں جہنم کا قید خانہ اور رسوائی والے المناک عذاب ہوں گے

وَيُلْجِئُ کی مکمل تفسیر اس سے پہلے گزر چکی ہے

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ان کی ہلاکی بربادی اور خرابی ہے جیسے کہا جاتا ہے **ویل لفلان**

مسند اور سنن کی حدیث میں ہے:

وَيَلُّهُ اس شخص کے لیے جو کوئی جھوٹی بات کہہ کر لوگوں کو ہنسنا چاہے اور اسے وَيَلُّهُ ہے اسے وَيَلُّهُ ہے

پھر ان جھٹلانے والے بدکار کافروں کی مزید تشریح کی اور فرمایا

الَّذِينَ يُكَاذِبُونَ بَيِّنَاتٍ الدِّينِ (۱۱)

جو جزا اور سزا کے دن کو جھٹلاتے رہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو روز جزاء کو نہیں مانتے اسے خلاف عقل کہہ کر اس کے واقع ہونے کو محال جانتے ہیں

وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ (۱۲)

اسے صرف وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے آگے نکل جانے والا (اور) گناہگار ہوتا ہے۔

فرمایا کہ قیامت کا جھٹلانا انہی لوگوں کا کام ہے جو اپنے کاموں میں حد سے بڑھ جائیں اسی طرح اپنے اقوال میں گناہگار ہوں جھوٹ بولیں وعدہ خلافی کریں گالیاں بکریں وغیرہ

إِذْ اتُّتِلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ (۱۳)

جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ اگلوں کے افسانے ہیں

یہ لوگ ہیں کہ ہماری آیتوں کو سن کر انہیں جھٹلاتے ہیں بدگمانی کرتے ہیں اور کہہ گزرتے ہیں کہ پہلی کتابوں سے کچھ جمع اکٹھا کر لیا ہے جیسے اور جگہ فرمایا:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاءٌ أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ (۱۶:۲۳)

جب انہیں کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا کچھ نازل فرمایا تو کہتے ہیں اگلوں کے افسانے ہیں

اور جگہ ہے:

وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْنَلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (۲۵:۵)

یہ کہتے ہیں کہ اگلوں کے قصے ہیں جو اسے صبح شام لکھوائے جارہے ہیں

اللہ تعالیٰ انہیں جواب میں فرماتا ہے کہ واقعہ ان کے قول اور ان کے خیال کے مطابق نہیں بلکہ دراصل یہ قرآن کلام الہی ہے اس کی وحی ہے جو اس نے اپنے بندے پر نازل کی ہے

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۱۴)

یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے

ہاں ان کے دلوں پر ان کے بد اعمال نے پردے ڈال دیئے ہیں گناہوں اور خطاؤں کی کثرت نے ان کے دلوں کو زنگ آلود کر دیا ہے
 کافروں کے دلوں پر **سین** ہوتا ہے اور نیک کار لوگوں کے دلوں پر **غیم** ہوتا ہے
 ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ ہو جاتا ہے اگر توبہ کر لیتا ہے تو اس کی صفائی ہو جاتی ہے اور اگر گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہی
 پھیلتی جاتی ہے اسی کا بیان **كَلَّابِلٌ بَرَّانٌ** میں ہے

نسائی کے الفاظ میں کچھ اختلاف بھی ہے مسند احمد میں بھی یہ حدیث ہے
 حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا فرمان ہے کہ گناہوں پر گناہ کرنے سے دل اندھا ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے

كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّحْجُوْبُوْنَ (۱۵)

ہرگز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے

فرمایا کہ یہ لوگ ان عذابوں میں مبتلا ہو کر دیدار باری سے بھی محروم اور مجوب کر دیئے جائیں گے
 حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس میں دلیل ہے کہ مؤمن قیامت کے دن دیدار باری تعالیٰ سے مشرف ہوں گے
 امام صاحب کا یہ فرمان بالکل درست ہے اور آیت کا صاف مفہوم یہی ہے
 اور دوسری جگہ کھلے الفاظ میں بھی یہ بیان موجود ہے فرمان ہے:

وَجُوْهُ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (۷۵:۲۲،۲۳)

اس دن بہت سے چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے

صحیح اور متواتر احادیث سے بھی یہ ثابت ہے:

ایمان دار قیامت والے دن اپنے رب عزوجل کو اپنی آنکھوں سے قیامت کے میدان میں اور جنت کے نفیس باغیچوں میں دیکھیں گے
 حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حجاب ہٹ جائیں گے اور مؤمن اپنے رب کو دیکھیں گے اور کافر پھر کافروں کو پردوں کے پیچھے کر دیا جائیگا البتہ
 مؤمن ہر صبح و شام پروردگار عالم کا دیدار حاصل کریں گے یا اسی جیسا اور کلام ہے

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيْمِ (۱۶)

پھر یہ لوگ بالیقین جہنم میں جھونکے جائیں گے۔

پھر فرماتا ہے کہ برے لوگ نہ صرف دیدار الہی سے ہی محروم رہیں گے بلکہ یہ لوگ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے

ثُمَّ يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ (۱۷)

پھر کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلاتے رہے۔

اور انہیں حقارت ذلت اور ڈانٹ ڈپٹ کے طور پر غصہ کے ساتھ کہا جائیگا کہ یہی وہ جسے تم جھٹلاتے رہے۔

نعمتوں، راحتوں اور عزت و جاہ کی جگہ

بدکاروں کا حشر بیان کرنے کے بعد اب نیک لوگوں کا بیان ہو رہا ہے

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَكْبَرِ أَلْفِي عِلِّيِّينَ (۱۸)

یقیناً نیکو کاروں کا نامہ اعمال علیین میں ہے

ان کا ٹھکانا علیین ہے جو کہ سجین کے بالکل برعکس ہے

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت کعب سے سجین کا سوال کیا تو فرمایا:

وہ ساتویں زمین ہے اور اس میں کافروں کی روحیں ہیں

اور علیین کے سوال کے جواب میں فرمایا یہ ساتواں آسمان ہے اور اس میں مومنوں کی روحیں ہیں

ابن عباسؓ فرماتے ہیں مراد اس سے جنت ہے

عوفی آپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے اعمال اللہ کے نزدیک آسمان میں ہیں

قتادہ فرماتے ہیں یہ عرش کا داہنا پایہ ہے

اور لوگ کہتے ہیں یہ سدرۃ المنتہی کے پاس ہے

ظاہر یہ ہے کہ لفظ علو یعنی بلندی سے ماخوذ ہے۔ جس قدر کوئی چیز اونچی اور بلند ہوگی اسی قدر بڑی اور کشادہ ہوگی اس لیے اس کی عظمت و

بزرگی کے اظہار کے لیے فرمایا

وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ (۱۹)

تجھے کیا پتہ کہ علیین کیا ہے؟

كِتَابٌ مَّرْقُومٌ (۲۰)

(وہ تو) لکھی ہوئی کتاب ہے۔

يَشْهَدُهَا الْمُقَرَّبُونَ (۲۱)

مقرب (فرشتے) اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

پھر اس کی تاکید کی کہ یہ یقینی چیز ہے کتاب میں لکھی جا چکی ہے کہ یہ لوگ علیین میں جائیں گے جس کے پاس ہر آسمان کے مقرب فرشتے

جاتے ہیں

إِنَّ الْأَكْبَرَاءَ لَفِي نَعِيمٍ (۲۲)

یقیناً نیک لوگ (بڑی) نعمتوں میں ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن یہ نیکو کار دائمی والی نعمتوں اور بانگات میں ہوں گے

عَلَى الْأَعْرَابِ يَنْظُرُونَ (۲۳)

مسہریوں میں بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔

یہ مسہریوں پر بیٹھے ہوں گے اپنے ملک و مال نعمتوں راحتوں عزت و جاہ مال و متاع کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے یہ خیر و فضل یہ نعمت و رحمت نہ کبھی کم ہونہ گم ہونہ گھٹے نہ مٹے

اور یہ بھی معنی ہیں کہ اپنی آرام گاہوں میں تخت سلطنت پر بیٹھے دیدار اللہ سے مشرف ہوتے رہیں گے تو گویا کہ فاجروں کے بالکل برعکس ہوں گے ان پر دیدار باری حرام تھا ان کے لیے ہر وقت اجازت ہے جیسے کہ ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے جو پہلے بیان ہو چکی:

سب سے نیچے درجے کا جنتی اپنے ملک اور ملکیت کو دو ہزار سال کی راہ تک دیکھے گا اور سب سے آخر کی چیزیں اس طرح اس کی نظروں کے سامنے ہوں گی جس طرح سب سے اول چیز۔ اور اعلیٰ درجے کے جنتی تو دن بھر میں دو دو مرتبہ دیدار باری کی نعمت سے اپنے دل کو مسرور اور اپنی آنکھوں کو پر نور کریں گے

تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ (۲۴)

تو ان کے چہروں سے ہی نعمتوں کی تروتازگی پہچان لے گا۔

ان کے چہرے پر کوئی نظر ڈالے تو بیک نگاہ آسودگی اور خوش حالی جاہ و حشمت شوکت و سطوت خوشی و سرور بہجت و نور دیکھ کر ان کا مرتبہ تاڑ لے اور سمجھ لے کہ راحت و آرام میں خوش و خرم ہیں

يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ (۲۵)

یہ لوگ سر بہر خالص شراب پلائے جائیں گے۔

جنتی شراب کا دور چلتا رہتا ہے رَحِيقٍ جنت کی ایک قسم کی شراب ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

- جو کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے رَحِيقٍ مَخْتُومٍ پلائے گا یعنی جنت کی مہروالی شراب

- اور جو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے اسے اللہ تعالیٰ جنت کے میوے کھلائے گا

- اور جو کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنائے اللہ تعالیٰ اسے جنتی سبز ریشم کے جوڑے پہنائے گا (مسند احمد)

حَتَامُهُ مَسْكٌ

جس پر مشک کی مہر ہوگی،

حَتَامُهُ کے معنی ملونی اور آمیزش کے ہیں اسے اللہ نے پاک صاف کر دیا ہے اور مشک کی مہر لگا دی ہے یہ بھی معنی ہیں کہ انجام اس کا مشک ہے یعنی کوئی بدبو نہیں بلکہ مشک کی سی خوشبو ہے چاندی کی طرح سفید رنگ شراب ہے جس قدر مہر لگے گی یا ملاوٹ ہوگی اس قدر خوشبو والی ہے کہ اگر کسی اہل دنیا کی انگلی اس میں تر ہو جائے پھر چاہے اسی وقت اسے وہ نکال لے لیکن تمام دنیا اس کی خوشبو سے مہک جائے اور حَتَامُهُ کے معنی خوشبو کے بھی کیے گئے ہیں

وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَفَّسْ اَلْمُتَنَفِّسُونَ (۲۶)

سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہیے

پھر فرماتا ہے کہ حرص کرنے والے فخر و مباہات کرنے والے کثرت اور سبقت کرنے والوں کو چاہیے کہ اس کی طرف تمام تر توجہ کریں جیسے اور جگہ ہے:

لِيُغْلِبَ هَذَا فَاَلْيَعْمَلِ الْعَمَلُونَ (۳۷:۶۱)

ایسی چیزوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے

وَمِزَاجُهُمْ تَسْنِيمٍ (۲۷)

اور اس کی آمیزش تسنیم ہوگی

عَيْنَا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ (۲۸)

وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔

تَسْنِيمٍ جنت کی بہترین شراب کا نام ہے

یہ ایک نہر ہے جس سے سابقین لوگ تو برابر پیا کرتے ہیں اور دابنے ہاتھ والے اپنی شراب رَحِيق میں ملا کر پیتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ (۲۹)

گنہگار لوگ ایمانداروں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے

وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ (۳۰)

ان کے پاس سے گزرتے ہوئے آپس میں آنکھ کے اشارے کرتے تھے۔

وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ (۳۱)

اور جب اپنے والوں کی طرف لوٹے تو دل لگیاں کرتے تھے

وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَصَالُونِ (۳۲)

اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ گمراہ (بے راہ) ہیں۔

ایمانداروں کی ہنسی اڑانے والوں کا انجام

دنیا میں تو ان کافروں کی خوب بن آئی تھی ایمان داروں کو مذاق میں اڑاتے رہے، چلتے پھرتے آواز کستے رہے اور حقارت و تذلیل کرتے رہے اور اپنے والوں میں جا کر خوب باتیں بناتے تھے جو چاہتے تھے پاتے تھے لیکن شکر تو کہاں اور کفر پر آمادہ ہو کر مسلمانوں کی ایذا رسانی کے درپے ہو جاتے تھے اور چونکہ مسلمان ان کی مانتے نہ تھے تو یہ انہیں گمراہ کہا کرتے تھے

وَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ (۳۳)

یہ ان پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجے گئے

اللہ فرماتا ہے کچھ یہ لوگ محافظ بنا کر تو نہیں بھیجے گئے انہیں مومنوں کی کیا پڑی کیوں ہر وقت ان کے پیچھے پڑے ہیں اور ان کے اعمال افعال کی دیکھ بھال رکھتے ہیں اور طعنہ آمیز باتیں بناتے رہتے ہیں؟
جیسے اور جگہ ہے

قَالَ احْسَبُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آءَامِنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَإِنِ احْسَبْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ

فَاتَّخَذُوا مَحْمُومَهُمْ سِحْرًا بِأَحْقَىٰ أَنَسُواكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنهُمْ تَضْحَكُونَ

إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَلَكُمُ هُمُ الْقَائِلُونَ (۲۳:۱۰۸، ۱۱۱)

اس جہنم میں پڑے جھلستے رہو مجھ سے بات نہ کرو میرے بعض خاص بندے کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش اور ہم پر رحم کر تو سب سے بڑا رحم و کرم کرنے والا ہے

تو تم نے انہیں مذاق میں اڑایا اور اس قدر غافل ہوئے کہ میری یاد بھلا بیٹھے اور ان سے ہنسی مذاق کرنے لگے

دیکھو آج میں نے انہیں ان کے صبر کا یہ بدلہ دیا ہے کہ وہ ہر طرح کامیاب ہیں یہاں بھی

قَالِیَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ (۳۴)

پس آج ایمان والے ان کافروں پر ہنسیں گے۔

عَلَىٰ الْأَرْئِثِ يَنْظُرُونَ (۳۵)

تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہونگے۔

هَلْ تُؤْتِبُ الْكُفَّارَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (۳۶)

کہ اب ان منکروں نے جیسا یہ کرتے تھے پورا پورا بدلہ پالیا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ آج قیامت کے دن ایماندار ان بدکاروں پر ہنس رہے ہیں اور تختوں پر بیٹھے اپنے اللہ کو دیکھ رہے ہیں جو اس کا صاف ثبوت ہے کہ یہ گمراہ نہ تھے گو تم انہیں گم کردہ راہ کہا کرتے تھے بلکہ یہ دراصل اولیاء اللہ تھے مقررین اللہ تھے اسی لیے آج اللہ کا دیدار ان کی نگاہوں کے سامنے ہے یہ اللہ کے مہمان ہیں اور اس کے بزرگی والے گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں جیسا کچھ ان کافروں نے مسلمانوں کے ساتھ دنیا میں کیا تھا اس کا پورا بدلہ انہیں آخرت میں مل گیا یا نہیں؟

هَلْ تُؤْتِبُ الْكُفَّارَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (36)

کہ اب ان منکروں نے جیسا یہ کرتے تھے پورا پورا بدلہ پالیا

ان کے مذاق کے بدلے آج ان کی ہنسی اڑائی گئی یہ ان کا مرتبہ گھٹاتے تھے اللہ نے ان کا مرتبہ بڑھایا غرض پورا پورا تمام وکمال بدلہ دے دیا۔



© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com